مولانا محفوظ الرحمٰن نامی

حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامؔی ۲۰ دسمبر ۱۹۱۲ میں بہرائچ میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام شاہ نور محمد تھا،وہ نقشبندی مجددی صوفی تھے۔اور اپنے وقت میں بہرائچ کے معروف صوفی اور نہایت مقتدر ہستی جانے جاتے تھے۔

مولانا محفوظ الرحمٰن کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہوئی۔قرآن مجید اور ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔اس کے بعد اعظم گڑھ مدرسہ مفتاح العلوم میں داخلہ لیا۔مشہور محدث مولانا حبیب الرحمٰن سمیت بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا۔۱۹۲۵ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔چار سال وہاں تعلیم حاصل کی۔۱۹۲۹ میں دارالعلوم سے فارغ ہوئے ان کے معروف اساتذہ میں مولانا حسین احمد مدنی،شیخ الادب مولانا اعزاز علی اور مولانا ابراہیم بلیاوی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

دارالعلوم سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے الہ آباد بورڈ سے مولوؔی، عالؔم، فاضؔل کے امتحانات بھی دیے جو اس زمانے کے لحاظ سے جدید تعلیم تصور کیے جاتے تھے اور ان کی بنیاد پر سرکاری محکموں میں تقرریاں ہوتی تھیں۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ابھی میدان عمل میں توسن خیال کی رفتار کا نظام ہی مرتب کر رہے تھے کہ والد محترم کا سانحہ وفات پیش آ گیا۔چوں کہ وہ اس علاقہ کی بہت محترم شخصیت تھے اس لیے شہر کی جامع مسجد میں ان کے لیے تعزیتی جلسہ ہوا جس میں مولانا مرحوم کے اوصاف حمیدہ اور قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ حضرت کی یاد میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جائے جو آپ کے مشن کو نہ صرف باقی رکھے، بلکہ مزید استحکام عطا کرے چناں چہ اسی مجمع میں موجود شہر کی ایک موقر شخصیت جناب الحاج خواجہ خلیل احمد شاہ صاحب مرحوم نے ''قیام مدرسہ'' کی تجویز رکھی جس کی تائید دیگر معززین

شہر نے کی۔اس لیے حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؒ نے مخلصین ومعززین شہر کی تجویز اور اپنی دیرینہ آرزو وخواہش کے مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۳۱ء بروز اتوار جامع مسجد ہی کے صحن میں صرف دو طالب علموں سے جامعہ مسعودیہ کی بنیاد رکھی یہ دو طالب علم حضرت مولانا حافظ حبیب احمد صاحب امٰی محلّہ گدڑی، حضرت مولانا حافظ عزیز احمد صاحب محلّہ اکبر پورہ تھے۔

مولانا محفوظ الرحمٰن نے پھر اپنی بقیہ زندگی اسی ادارے کو ترقی دینے اور اس علاقے میں تعلیم وتعلم کو فروغ دینے میں لگادی۔ یہ مدرسہ بھی ان کی سرپرستی میں ترقی کے منازل طے کرتا رہا انھوں نے تعلیم کے ساتھ مدرسہ میں صنعت وحرفت کا شعبہ بھی قائم کیا، تاکہ طالبان علوم نبوت فراغت کے بعد قوم پر بار بنے بغیر کسب حلال کے ذریعہ خود کفیل ہوسکیں، اس سلسلے میں، پارچہ بافی، کارپنٹری، جلد سازی، جوتا سازی کا کام شروع کرایا، آخری دونوں کام سال ڈیڑھ سال میں بند ہوگئے، لیکن جوتا سازی کا شعبہ کافی دنوں تک جاری رہا اور بہت سے طلبہ نے اس سے فائدہ اٹھایا۔اسی طرح مولانا نامیؒ نے جامعہ کا الحاق عربی فارسی بورڈ سے کرایا جس کے امتحانات میں طلبہ شریک ہوتے اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوتے اور جامعہ کو گورنمنٹ سے ایڈ بھی ملتی تھی۔

آزاد انٹر کالج:

مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نے علاقے میں عصری تعلیم کے فروغ کے لیے ''مولانا آزاد نور العلوم ہائی اسکول'' کے نام محلّہ قاسم پورہ شہر بہرائچ میں ایک کالج کی بنیاد رکھی، جو فی الحال آزاد انٹر کالج کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

تحریک قرآن فہمی:

ہمارے موضوع سے متعلق مولانا کا اصل کارنامہ ان کی قرآن فہمی کی تحریک ہے۔ان سے پہلے مولانا ابومحمد مصلح نے بھی اسی طرح کی تحریک چلائی تھی۔اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے اور مولانا محفوظ الرحمٰن کی اس تحریک کے بھی اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان اکابر کی انہی خدمات ومساعی کا اثر ہے کہ آج ہر شخص قرآن پڑھ سکتا ہے ورنہ دنیا دار علما

نے ایسی فضا قائم کر رکھی تھی کہ قرآن کو سمجھنے یا اس میں غور وفکر کرنے سے لوگ ایسے ڈرتے تھے کہ جیسے کوئی گناہ کر رہے ہوں اور اگر قرآن کا ترجمہ پڑھ لیا تو گمراہ ہو جائیں گے۔

مولانا نامی نے قرآن فہمی اور قرآنی تعلیم کو عام کرنے کے لیے رحمانی قاعدہ عربی و اردو، معلم القرآن اور مفتاح القرآن کے پانچ حصے مرتب کیے ان میں مختصر نحوی صرفی قواعد بھی تھے مثالیں سب قرآن مجید سے دی گئی تھیں تا کہ اس کے ذریعہ مسلم بچوں میں آسان طریقہ پر کم وقت میں قرآن فہمی اور ترجمہ قرآن کی استعداد و صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک ایک کر کے ضلع بہرائچ و دیگر اضلاع میں اس نصاب کو جاری کرایا، اس کو مزید وسیع کرنے کے لیے انھوں نے دوسرے صوبوں کا بھی دورہ کیا، بحمد للہ اس کے بہت اچھے نتائج مرتب ہوئے۔

مولانا محفوظ الرحمٰن نامی نے فہم قرآن کو عام کرنے کی تحریک چلائی اور تعلیم کو عام کرنے کے لیے ادارے قائم کیے ان کی یہ حسنات آج بھی باقی ہیں۔ لیکن وہ خود انہی کاموں کی نشر و اشاعت میں شہر شہر گھومتے رہے۔ بلکہ انھوں نے عورتوں خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ عورتوں میں اس نصاب اور فہم قرآن کی اس تحریک کو عام کرنے کے لیے ایک جدید تعلیم یافتہ خاتون سے نکاح بھی کیا تھا۔ بہر حال انھوں نے اس میں اپنا سب کچھ لگا دیا اور اسی راہ میں صرف ۵۰ سال کی عمر میں ۷ نومبر ۱۹۶۳ میں مولانا کی وفات ہوگئی۔

مولانا کی مفتاح القرآن ایک درسی کتاب کی حیثیت سے آج بھی رائج ہے اور ہند و پاک میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''مولانا محفوظ الرحمٰن نامی نے مفتاح القرآن کے نام سے جو قرآنی نصاب مرتب کیا ہے ایسا آسان، سلیس، اور عمدہ نصاب ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ اسے بیک وقت مدارس عربیہ کے ابتدائی درجوں، پرائمری اسکولوں، تعلیم بالغان کے اداروں اور تعلیم النساء کے مدارس میں جاری کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف دو ڈھائی سال میں ترجمہ قرآن پر عبور حاصل ہو سکتا ہے بلکہ صرف ونحو کے ضروری قواعد بھی طبعی تدریج کے

ساتھ ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔'' (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی: نقد و نظر ص:۹۴)

مولانا عتیق احمد بستوی نے مفتاح القرآن کی جدید اشاعت پر تقدیم لکھی ہے، اس میں انھوں نے اس نصاب کی اہمیت بتاتے ہوئے لکھا ہے۔

''حضرت مولانا نامی رحمہ اللہ نے بڑے غور و خوض کے بعد اپنے تعلیمی تجربات کی روشنی میں فہم قرآن کا مکمل کورس تیار کیا۔ یہ کورس رحمانی قاعدہ عربی اور اردو سے شروع ہو کر مفتاح القرآن حصہ پنجم پر مکمل ہوتا ہے۔ قرآن کے ذریعے عربی سکھانے کا یہ بہت کامیاب کورس ہے جو مختلف مقامات پر آزمایا گیا ہے اور کامیاب رہا۔ اب بھی مفتاح القرآن کے مختلف حصے دنیا کے مختلف ملکوں میں مدارس اور اسکولوں میں شامل نصاب ہیں۔

(مولانا محفوظ الرحمٰن نامی: مفتاح القرآن، مکتبہ معہد الشریعہ لکھنؤ، ۲۰۱۹ ص:۷-۸)

○

فضلائے دیوبند کی قرآنی خدمات

مفتی محمد مشتاق تجاروی

زیرِ اہتمام
پروفیسر خلیق احمد نظامی مرکز علوم القرآن
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

B
براؤن بک پبلی کیشنز نئی دہلی